ڈاکٹر سید زاہد علی واسطی

ولی کسے کہتے ہیں ؟

ولی عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی ہیں رفیق، دوست، سرپرست، کفالت کرنے والا۔
اصطلاحاً اس سے مراد لی جاتی ہے، خدا رسیدہ یا خدا کا خاص بندہ۔

سہارے ڈھونڈنا انسان کی جبلت میں داخل ہے اور اس کا محرک درحقیقت انسان کا اندرونی احساس ہوتا ہے۔ جب عالم اسباب کے فطری ذرائع اور وسائل اس کی تکلیف رفع کرنے یا کسی حاجت کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں معاون و مددگار ثابت نہ ہوں تو وہ کسی فوق الفطرت یا صاحب اقتدار ہستی کی طرف رجوع کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے اور اس ہستی سے سہارا طلب کرنے کا یہ ارتکاب اس امر کی ضمانت ہے کہ وہ اس ہستی کے اندر کی سفارتِ کاملہ پر اعتقاد رکھتا ہے۔ یہ ارتکاب، یہ اعتراف یہ اعتقاد ہی بنیادی طور پر تقاضائے عبدیت کے منافی ہے۔ قرآنِ پاک عقیدۂ اولیا کی جو تشریح کرتا ہے۔ اس کی رُو سے "ولی" خالصتاً اللہ تعالیٰ ہی کے لیے استعمال کیا گیا ہے اور اتنی وضاحت اور اتنے پُرزور الفاظ میں یہ موضوع پیش کرتا ہے کہ اس میں شک و شبہ، اگر مگر کی قطعاً گنجائش نہیں رہتی کیونکہ: اللہ ولی الذین اٰمنوا (البقرہ)

یقیناً اہلِ ایمان کا ولی اللہ تعالیٰ ہے۔

ایک اور جگہ بتایا گیا ہے:

وما لکم من دون اللہ من ولی ولا نصیر ہ (الشوریٰ - ۳۱)

اے نبی! اللہ کے علاوہ آپ کا نہ کوئی کارساز ہے نہ مددگار

ان حقیقتوں کو اگر اچھی طرح سمجھ لیا جائے اور بغور علمی مطالعہ کیا جائے تو یہ کوئی لاینحل معما نہیں۔
جب پہلے مائۂ سلف کے اکابرین اور دورِ جدید کے مجتہدین کی آرا کی ضرورت محسوس ہو کیونکہ کلام اللہ اور

سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں کے سامنے اعتقادات کی کوئی حیثیت مسلم نہیں۔

بڑے بڑے فقرا اور بزرگانِ دین جنھوں نے اپنی تمام زندگیاں قرآن کریم، اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی تبلیغ میں صرف کر دیں، جو مجبور، مجبور، محروم بندے کی طرح اپنی تمام تر بشری کمزوریوں، پریشانیوں، کو اپنے معبودِ حقیقی کے سامنے پیش کرتے رہے۔ برائیوں سے بچنے، شیطان کے وسوسوں سے پناہ میں رہنے کے لیے، نیکی اور راہِ مستقیم پر چلنے کے لیے، رزق کی حصول کے لیے، نصرت و کامرانی کے لیے بارگاہِ ایزدی میں دعاؤں کی شکل میں گڑگڑا۔ گڑگڑا کر شب روز خدائے ذوالجلال کی پناہ کے خواہاں رہے، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ باری تعالیٰ ہی قادرِ مطلق ہے۔ وہ ہی مدبرِ کائنات اور حی و قیوم ہے اور سب اختیارات کا بلا شرکت غیرے مالک ہے۔ آج ہم درست راستہ کو چھوڑ کر انہی فقیروں اور پیروں کے وسیلے تلاش کرتے ہیں۔ انہی کے آستانوں پر سجدہ ریز ہوتے ہیں، چڑھاوے چڑھاتے ہیں، منتیں مانتے ہیں۔ دستِ سوال دراز کرتے ہیں۔ خدا کے نام پر ایک روٹی۔ کسی یتیم کو کپڑا۔ کسی بیوہ کی امداد کرنے میں ہم بخل کرتے ہیں۔ مگر مقبروں اور آستانوں پر دیگیں چڑھاتے ہیں۔ ہٹے کٹے مجاوروں کے دامن سیم و زر سے بھرتے ہیں:

يدعوا لمن ضره اقرب من نفعه لبئس المولى ولبئس العشير (الحج: ۱۳)

وہ ان کو پکارتا ہے جن کا نقصان ان کے نفع سے قریب تر ہے۔ بدترین ہے اس کا مولیٰ اور بدترین ہے اس کا رفیق۔

قرآن شریف میں صاف صاف بتا دیا گیا ہے کہ انسان کا اور ساری مخلوق کا ولی درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اوروں کو ولی تصور کرنا درست نہیں ہے۔ جیسے:

والذين اتخذوا من دونه اولياء الله حفيظ عليهم (الشوریٰ: ۶)

جن لوگوں نے اس کو چھوڑ کر اپنے کچھ دوسرے سرپرست بنا رکھے ہیں اللہ ان پر نگہبان ہے۔

اگر ہم خدا را اعتقادات سے قطع نظر موجودہ رسم و رواج کے واقعات کو حقائق کی چھلنی میں چھان کر دیکھیں تو محسوس کریں گے کہ معبودانِ باطل اور گمراہ انسانوں کے مختلف عقائد اور بہت سے مختلف طرزِ عمل ہیں، جن کو قرآنِ مجید میں اللہ کے سوا اور دوسروں کو اپنا ولی بنانے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ قرآن پاک

کا تتبع کرنے سے لفظ ولی کے مفہوم مندرجہ ذیل نکلتے ہیں:

۱۔ جس کے کہنے پر آدمی چلے۔ جس کے مقرر کردہ طریقوں، قوانین وضوابط کی پیروی کرے۔

۲۔ جس کی رہنمائی کی پیروی کرے، اعتماد کرے، اعتقاد کرے اور یہ سمجھے کہ وہ اسے صحیح راستہ بتلانے والا ہے اور غلطیوں سے بچانے والا ہے۔

۳۔ جس کے متعلق آدمی یہ عقیدہ رکھے کہ دنیا میں وہ جو کچھ بھی کرے گا، ولی اس کے بُرے نتائج سے نجات دلائے گا۔

۴۔ جس کے متعلق آدمی یہ سمجھے کہ وہ دنیا میں فوق الفطرت طریقہ سے اس کی مدد کرتا ہے، آفات ومصائب سے اس کی حفاظت کرتا ہے اور اس کو رزق دلاتا ہے، اولاد دلاتا ہے۔ مرادیں بر لاتا ہے۔ اور دوسری جملہ حاجات پورا کرتا ہے۔

بعض مقامات پر قرآن میں ولی کا لفظ ان میں سے کسی ایک معنی میں استعمال کیا گیا ہے اور بعض مقامات پر جامعیت کے ساتھ اس کے سارے ہی مفہومات مراد لیے گئے ہیں۔ مثلاً:

اللّٰہُ ولی الذین اٰمنو یخرجھم من الظلمٰت الی النور ط (البقرہ ۲۵۷)

جو لوگ ایمان لاتے ہیں اللہ کے ولی اور مددگار ہونے پر وہ ان کو تاریکیوں سے روشنی میں نکالتا ہے۔

اتّبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہٖ اولیا ط (الاعراف ۱۳)

جو کچھ تمھارے رب کی طرف سے نازل کیا گیا۔ اس کی پیروی کرو۔ اپنے رب کو چھوڑ کر دوسرے سرپرستوں کی پیروی نہ کرو۔

ومن یھد اللہ فھو المھتد ومن یضلل فلن تجد لھم من دونہٖ (بنی اسرائیل ۹۷)

جس کو اللہ ہدایت دے۔ وہی ہدایت پاتا ہے اور جسے گمراہی میں ڈال دے اس کا کوئی دوست کفالت کرنے والا نہیں ہوتا۔

یعنی کہ جاہل لوگ غلط فہمی کا شکار ہوتے ہیں اور رب حقیقی (جو سچ مچ دینے والا ہے) سے مانگنے کے بجائے عقیدت مندی میں دوسروں کو اپنا کفیل یا سرپرست بناتے ہیں، ان کے لیے خدا دروازہ بند کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ قاعدہ نہیں کہ جو شخص سب کچھ واضح کر دینے کے بعد فلاح اور ضلالت کی راہوں میں تمیز نہ کر سکے اس کو زبردستی ہدایت دے اور کسی دوسری بشری ہستی میں یہ طاقت نہیں کہ وہ رب السمٰوٰت والارض کے فیصلہ کے خلاف کسی کو کچھ بخش دے۔

اسی نفسِ مضمون کو اللہ تعالیٰ یوں واضح کرتا ہے:

ومن یتخذ الشیطٰن ولیاً من دون اللہ فقد خسر خسراناً مبینا ہ

اس شیطان کو جس نے اللہ کی بجائے اپنا سرپرست بنالیا وہ صریح نقصان میں پڑ گیا۔

اللہ جل جلالہ نے تنبیہہ فرمائی ہے ان لوگوں کو جنھوں نے اس جہانِ فانی میں آنکھیں بند کرکے عقل و خرد کو بالائے طاق رکھ کر اپنی عقیدت مندی کے طور پر پیروی کی ان لوگوں کی جن لوگوں نے کچھ فوق الفطرت اور خارقِ عادات کرامات دکھا کر انسانوں کے جبلی وشعوری کمزوریوں سے فائدہ اٹھا کر اپنے آپ کو ولی پیشوا تسلیم کرالیا۔ قرآنِ حکیم واشگاف الفاظ میں ایسے کمزور الطبع لوگوں کو ہدایت کرتا ہے کہ جب یہ لوگ اپنے احکم الحاکمین کے سامنے پیش ہوں گے تو سب بے نقاب ہو جائیں گے اور ان میں سے جو دنیا میں تمھارے ہادی تھے کچھ مدد نہ کر سکیں گے۔ ملاحظہ ہو:

انا کنا لکم تبعاً فھل انتم مغنون عنا من عذاب اللہ من شیء ط قالوا لو ھدانا اللہ لھدینٰکم ط سواءٌ علینا اجزعنا ام صبرنا مالنا من محیص ہ (الابراہیم: ۲۱)

دنیا میں ہم تمھارے تابع رہے۔ اب کیا تم اللہ کے عذاب سے ہم کو بچانے کے لیے بھی کچھ کر سکتے ہو۔ وہ جواب دیں گے اگر اللہ نے ہمیں نجات کی کوئی راہ دکھائی ہوتی تو ہم ضرور تمہیں بھی دکھا دیتے۔ اب تو یکساں ہیں۔ خواہ ہم جزع فزع کریں یا صبر۔ بہر حال ہمارے بچنے کی کوئی صورت نہیں۔

یہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا انسان کا کوئی ولی نہیں ہو سکتا بلکہ دوسروں کو ولی بنانا، ان سے حاجات طلب کرنا، ان سے استمداد کا طالب ہونا شرک ہے اور یہ حرکت کرنے والا کاذب اور منکر ہے۔ اللہ کے سوا دوسروں سے سرپرستی اور حاجت روائی کا متمنی ہونا حد درجہ گستاخی اور حماقت ہے اور یہ ان کی بھول ہے جس کی قرآنِ پاک میں اس طرح نقشہ کشی کی گئی ہے:

وما یتبع الذین یدعون من دون اللہ شرکآء ط ان یتبعون الا الظن وان ھم الا یخرصون ۝ (الیونس : ۶۶)

جو لوگ اللہ کے سوا (اپنے خود ساختہ) شریکوں کو پکارتے ہیں وہ بڑے وہم و گمان میں مبتلا ہیں اور محض قیاس آرائیاں کرتے ہیں۔

ذرا سوچو تو سہی پیروں، فقیروں نے ڈھونگ رچا کر جو تم لوگوں کو اپنی طرف مائل کر لیا ہے اور تم نے ان کو اپنا مشکل کشا سمجھ لیا ہے۔ قرآن پاک اس تجسّس کو بنیادی طور پر غلط تصور کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ تمہاری گمراہی کا اصل سبب یہی ہے کہ تم تلاشِ حق کی جستجو نہیں کرتے بلکہ اس تجسّس کی بنیاد دھوکہ اور قیاس پر تعمیر کرتے ہو۔ قرآن نے صاف صاف جگہ اس طریق کی تلقین کی ہے اور حقیقت تک رسائی کی راہیں ہموار کی ہیں اور توجہ دلائی ہے کہ اس عالم گیر نظام پر غالب اقتدار رکھنے والا حاکم دراصل تمہارا اولی ہے۔ تمہاری سرپرستی، تمہاری کفالت کا منبع وہی رب العزت ہے، جس نے اس کل عالم کو آفرینش بخشی نہ کہ وہ لوگ جو خود ہی اس کے در کے سائل تھے۔

اسی مضمون پر ایک حدیث حضرت ابنِ عمر نے حضرت معاذ بن جبل سے، انھوں نے حضرت انس سے اور انھوں نے حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ (ترمذی)

یسأل احدکم ربہ حاجتہ کلہ حتیٰ یسأل شع نعلہ اذا انقطع ۝

تم میں سے ہر شخص کو اپنی حاجت خدا سے مانگنی چاہیے۔ حتیٰ کہ اگر جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو وہ بھی اپنے رب سے ہی مانگنا چاہیے۔

یعنی کسی معاملہ میں بھی ہماری کوئی تدبیر خدا کی توفیق یا تائید کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ کی مکمل اطاعت اور رسولِ کریم کے اتباع کی بدولت امت کے بعض بزرگانِ دین کو رب العرش العظیم کی جانب سے بعض ایسی فضیلتیں اور کرامتیں حاصل ہو جاتی ہیں، جن کو کشف و کرامات کا اصطلاحی نام دیا جاتا ہے۔ لیکن ان اوصاف کے باوجود وہ خدا تعالیٰ کے عاجز بندے ہی رہتے ہیں۔ کبھی انھوں نے ربوبیت کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ کرتے ہیں۔ پھر غیر اللہ کے نافع ہونے کی امید کو جو خود کسی نفع یا ضرر کی قدرت نہیں رکھتے۔

حاجت روائی کی توقع رکھنا ایمان کو ضائع کر دینے کے مترادف ہے یا نہیں۔ خدا تعالیٰ کو حیلوں اور وسیلوں کی قطعی ضرورت نہیں۔ عابد اور معبود کا براہِ راست تعلق ہے۔ جن درویشوں اور فقیروں کی صفات اور اختیارات کے بارے میں طرح طرح کے ہمہ صفت عقائد، نظریات، ضعیف الاعتقاد لوگوں نے گھڑ لیے ہیں اور یہ حاجت مند اور مجبور ان کے سامنے دعائیں مانگتے ہیں، چڑھاوے چڑھاتے ہیں، قربانیاں دیتے ہیں۔ نیازیں دلوا دیتے ہیں، طواف کرتے ہیں، اعتکاف اور چلہ کشی کرتے ہیں۔ یہ سب کیا ہے؟ کیا تم ان آیات سے منکر ہو؟

امّن یجیب المضطر اذا دعاہ۔ ویکشف السوء ویجعلکم خلفاء الارض۔ االٰہ مع اللّٰہ قلیلاً ما تذکرون ۰ (النمل : ۶۲)

کون ہے جو بے قرار کی دعا سنتا ہے جب کہ وہ اس کو پکارے اور کون اس کی تکلیف رفع کرتا ہے اور کون تمھیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور حاجت پوری کرتا ہے؟ بے شک تم کم سوچتے ہو۔

اللہ جل جلالہٗ اپنے ہر بندہ کے بہت قریب ہے، اس کی پکار سنتا ہے اور بندہ کو چاہیے کہ اپنی عرضِ معروض خود اس سے بغیر کسی وسیلہ کے کرے۔ اللہ کو سب معلوم ہے۔ اور صرف معلوم ہی نہیں وہ اس پر فیصلہ بھی صادر فرماتا ہے۔ اگرچہ تم اس کو نہ دیکھ سکتے ہو نہ محسوس کر سکتے ہو مگر یہ خیال نہ کرو کہ وہ تم سے دور ہے۔

واذا سالک عبادی عنی فانی قریب۔ (البقرہ)

اور (اے نبی) میرے بندے اگر تم سے میرے متعلق دریافت کریں تو بتا دو کہ میں ان سے بہت قریب ہوں۔

حقیقت یہ ہے کہ اختیارات کا مالک اس کائنات میں ایک رب العالمین کے سوا کوئی نہیں۔ اس کا سہارا وہ سہارا ہے جس پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ اگر تم بے بنیاد سہارے ڈھونڈتے پھرو تو تم ہی خسارے میں رہو گے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ اس حقیقت سے خوب واقف ہے۔ پھر اللہ کی رسی کو چھوڑ کر تم اپنے لیے دوسرے سرپرست، اربابِ بست و کشاد، قسمتیں بنانے والے اور تقدیر سنوارنے والے کیوں تلاش کرتے ہو؟

ان اللّٰہ یعلم ما یدعون من دونہٖ من شیء وھو العزیز الحکیم ۰ (العنکبوت : ۴۲)

یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر جس چیز کو بھی پکارتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے خوب واقف ہے۔ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا دانا ہے۔